جناب شفیق الدین الصلاح
تکمیل المنطق جامعہ حقانیہ

اردو زبان کا مقام ومرتبہ اور علماء ہند کا ذوق

خدا رکھے زبان ہم نے سنی ہے میر ومزار کی
کہیں کس منہ سے ہم اے مصحفی! اردو ہماری

اردو زبان ہماری شناخت اور ثقافت ہے، اس میں انتہائی وسعت اور گہرائی ہے، بے شمار جدید وقدیم علوم کے ذخیرے پر محیط ہے، اس میں وسیع افکار ونظریات موجود ہیں، یہ زبان اگرچہ اتنی قدیم نہیں لیکن علماء وصوفیاء کی خدمات نے اس کو چار چاند لگا دیئے، آج کل تقریباً اپنی ہمہ جہتی کے بناء پر دنیا کی بین الاقوامی زبانوں کی صف میں کھڑی ہے، اسی زبان کے ذریعہ شعرائے عصر حاضر میں علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ کا تعارف ہوا اور انہیں عرب وعجم میں شہرت ملی، شیخ صاوی شعلان اور اعظمی نے اپنی کتابوں میں دنیا کے مشہور پانچ شعراء میں علامہ اقبال رحمہ اللہ کو شمار کیا ہے۔

اس زبان نے اسلامی علوم وفنون کی بڑی خدمت کی ہے یہی وجہ ہے کہ دینی علوم میں کسی بھی علم کو اردو کی خدمت سے خالی نہیں پاؤ گے، قرآن کی تفسیر ہو یا حدیث کی تشریح، اردو سرفہرست ہوگی، اس زبان میں فقہ، اصول فقہ، عقیدہ، کلام، بلاغت، منطق، فلسفہ، اور دیگر متداول علوم کی ترجمانی آپ کو ضرور ملے گی اور تقریباً ہندوپاک میں اسلامی تعلیمات کی اساس اس وقت زبان ہی نظر آئی گی۔

اردو کی اہمیت علماء دیوبند کی نظر میں

یہی وجہ ہے کہ علماء امت اور خصوصاً علماء دیوبند نے اس زبان کو ہر وقت سراہا، اس کی افادیت واہمیت پر ہمیشہ زور دیا، اس میں کمال پیدا کرنے کو بڑی خوبی قرار دیا، چنانچہ ایک جگہ تو مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے اس کی حفاظت کو فرض کفایہ قرار دیا، ایک دفعہ حضرت کو اردو کانفرنس انڈیا میں شرکت کیلئے جب مدعو کیا گیا تو حضرت نے جواب میں یہ تحریر فرمایا۔

”اس خط کو پڑھ کر قلب میں ایک حرکت پیدا ہوئی کہ اس خدمت میں حصہ لیا جائے چونکہ

متعارف خدمتوں کی نہ تو صلاحیت نہ قوت اور غالباً ایک خاص خدمت کی طرف کسی نے توجہ بھی نہیں کی اور وہ یہ ہے کہ اس تحریک کا شرعی درجہ کیا ہے؟ اس کی ضرورت بھی اس لئے محسوس ہوئی کہ اس وقت اس کے مسئلہ نے تمدن وقومیت سے آگے بڑھ کر مذہبیت کی صورت اختیار کرلی ہے، اس لئے خیال ہوا کہ اس کے متعلق ایک مختصر تحریر منضبط کر کے بھیج دی جائے، چنانچہ تمہیدی مقدمات کے بعد حضرت لکھتے ہیں کہ اس کے بعد معلوم ہوگیا کہ اس وقت اردو زبان کی حفاظت دین کی حفاظت ہے ، اس بناء پر یہ حفاظت حسبِ استطاعت، طاعت اورواجب ہوگی اور باوجود قدرت کے اس میں غفلت اور سستی کرنا معصیت اور موجب مؤاخذہ آخرت ہوگا(امدادالفتاوی ج٤ ص٦٥٥) دوسری جگہ لکھتے ہیں پس ایسی زبان کی مذمت کرنا قواعد شرعیہ کے روسے نہایت مستقبح اور مستنکر ہے۔"(امداد الفتاویٰ ج٤ ص ٥٠٠)

اوراس کڑی کے ایک اور نامور عالم مولانا انورشاہ کشمیری رحمہ اللہ وصیت فرماتے ہیں:

"اگرچہ میں نے عربی ذوق کے دفاع کیلئے ہمیشہ اردو زبان سے احتراز کیا،لیکن اب مجھے افسوس ہے ہندوستان میں اب دین کی خدمت کیلئے اردو اور باہر کی دنیا میں انگریزی کو ذریعہ بنایا جائے ، میں اس بارے میں آپ صاحبان کو خاص وصیت کرتا ہوں۔"(حیات انور ص۴۲)

اوراپنے ایک شاگرد کے مقالہ کو جب عربی میں لکھا تو اس پر فرمایا:

کہ مولوی صاحب! اگر ہندوستان میں اسلام کی خدمت کرنا چاہتے ہوتو اردو میں لکھئے اور اردو میں پڑھئے (نقش دوام ص۲۶۹)

اورعلامہ مناظر احسن گیلانی کا ارشاد ہے:

"ہر زمانہ کا ایک ماحول ہوتا ہے، زبان ہوتی ہے،تعبیر کا طریقہ ہوتا ہے، جب تک ماحول کی ساری خصوصیتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان ہی اصطلاحات اور تعبیرات میں آپ اپنی معلومات پیش نہیں کریں گے جو اس عہد کا قالب ہوتا ہے تو آپ کی طرف نہ کوئی توجہ کرے گا اور نہ آپکی باتوں میں وزن پیدا ہوگا"(تحریر کیسے سیکھئے:۲۰)

ان سب کے علاوہ علمائے دیوبند کی اردو تصانیف بھی اس بات پر شاہد عدل ہیں کہ یہ زبان بڑی اہمیت ووقعت رکھنے والی ہے ، ان کتابوں سے وہی تمام باتوں کو مطمح نظر رکھ کر وقت فارغ کیا جائے ، اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس زبان کے بولنے اور پڑھنے میں عمدگی اور لیاقت پیدا کی جائے ، اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت اور اس کی رضا جوئی کو سامنے رکھ کر یہ سیکھی اور سکھائی جائے۔